محترمی احمد صفی بھائی، اسلام علیکم۔ امید ہے کی آپ اور گھرمیں سب لوگ خیریت سے ہونگے۔ ابن صفی صاحب کے لئے ہماری اور ہماری فیملی کے جو تاثرات ہیں وہ میں روانہ کر رہی ہوں۔ اس میں وہی باتیں ہیں جو میں نے اپنے گھر میں دیکھا ، سنا اور محسوس کیا اوران کو الفاظ کے سا نچے میں ڈھال دیا۔ مجھے خوشی ہے کہ میری یہ خراج عقیدت صحیح جگہ پہونچ گئی۔ اس کا انداز ڈائیری کے جیسا ہے ۔یہ میری یاد داشت پر لکھی ڈائیری ہی ہے۔ میرا تعلق لکھنو کے ادبی گھرانےانے سے ہے۔ میں پندرہ سال سے لکھ رہی ہوں میرے افسانے، مضامین، شاعری ہندوستان، پاکستان، امریکہ وغیرہ کے مشہور اور ادبی جریدوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ کو میری یہ خراج عقیدت پسند آئے گی۔ گھر میں سب کو سلام اور دعائیں۔ اپنی دعاوں میں یاد رکھئے گا۔

نیاز مند

عثمانہ اختر جمال

ابن صفی اور ان کی عظمت کے نشان

عثمانہ اختر جمال، امریکہ

ادب کے فلک پر اتنےافتاب اور مہتاب چمکےکہ ان کےنور کی جگمگاہٹ سے دل و دماغ منور ہوگیا۔ پھر اس ادب کےکائنات میں ایک نئی کہکشاں اتر پڑی اپنا الگ حسن او ردلفریبی لے کر ۔ اور اس ادبی کہکشاں کا سارا حسن، ساری تابانی وہ جاسوسی ادب تھا جو ابن صفی لے کر نمودار ہوئے۔ جس کی بدولت جاسوسی ادب کو ایک نیا وقار ،ایک منفرد شان ،ایک الگ جگہ ملی۔جب سے میں نے ہوش سمبھالا اپنے گھر میں ابن صفی کے بارے میں اتناسنا کہ وہ اپنی زندگی سے بہت قریب نظر آنے لگے۔ہمارے گھر کا ہر فرد، ہمارے مامونممانی، چچا چچی، خالوخالائیں،کزنس وغیرہ۔سب کا محبوب ٹاپک ابن صفی اور ان کے بنائے ہوئے لازوال کردار تھے۔ بہت دن تک میں یہی سمجھتی رہی کہ ابن صفی میرے بہت قریبی عزیز ہیں ۔ان کے کردار حقیقی ہیں اور وہ سب بھی میرے رشتہ دار ہیں ۔میرےگھر کےسب لوگ ا ن کی جدائی محسوس کرتے ہیں۔ ہر وقت ان کی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ ان کے چٹکلے اور مزاقیہ جملے ایسے دھراتے تھے کہ جیسے کسی اپنے کی باتیں ہوں۔بہت دن تک مجھے پتہ ہی نہیں چلا کہ فریدی، حمید، قاسم، عمران،غزالہ، سلیمان، سر سلطان، رحمان صاحب، سنگ ہی، اور تھریسیا بمبل بی وغیرہ جاسوسی دنیا کے کردار ہیں ۔ میں ان کو اصلی دنیا کےباشندے سمجھتی تھی۔میں یہی سوچتی رہتی تھی کہ ابن صفی میرے قریبی عزیز ہیں اور میرے گھر والے ان کو اتنا چاہتے ہیں تو وہ میرےگھر کیوں نہیں آتے ہیں؟ میرے گھر کے لوگ ان کے گھر کیوں نہیں جاتے ہیں؟ کاش وہ کبھی میرے گھر آ جائیں تاکہ میں ان کو بتا سکوں ۔"میرے گھر میں آپ لوگوں کا بہت ذکرہوتا ہے۔ اسی لئےمجھے آپ لوگوں

سے ملنے اور دیکھنے کی بہت خواہش تھی۔ "ایک دن میری ایک دوست نے ہندی میں جاسوسی دنیا کی کچھ کتابیں لاکر دیں اور کہا۔"یہ کتابیں بہت مزیدار ہیں ۔ مجھے اپنے پاپا کی لائبریری سے ملی ہیں ۔ انہوں نے بہت احتیاط سے رکھی تھیں ۔ میں نے ان سے چھپاکر پڑھا تو مجھے بہت پسند آئیں ۔ میں تمھارے لئے لے کرآئی ہوں۔ پڑھ کر واپس کردینا۔" میں ان کتابوں کو پاکر بہت خوش ہوئی ۔ابھی ان کو پڑھنا شروع ہی کیا تھا کہ نانی نے دیکھ لیا۔ ہم ڈر گئے کہ کہ ناول پڑھنے پر اب خوب ڈانٹ پڑے گی۔ اس وقت میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ بڑے تو مزے سے ناولیں پڑھتے ہیں بچو ں کو پڑھتے دیکھتے ہیں توکیوں ڈانٹتے ہیں؟ یا پڑھنے سے کیوں منع کرتے ہیں؟ انہوں نے مجھے ڈانٹا نہیں بلکہ کہا ۔" جاسوسی دنیا ہندی میں کیوں پڑھ رہی ہو؟ آو میرے ساتھ" وہ ماموں کے کمرے میں لے گئیں۔ جہاں دلیر مجرم سے لے کر جاسوسی دنیا کی آخری کتاب تک پورا سیٹ موجود تھا۔ اور بہت خوبصورت جلدوں میں بندھا ترتیب کے ساتھ رکھا ہواتھا۔میری خوشی کی انتہا نہیں تھی۔ مجھے پڑھنے کا بہت شوق تھااور مجھے کتابوں کا اتنا بڑا ذخیرہ مل گیا تھا۔ میں دنیا کو بھول گئی اور دن رات جاسوسی دنیا پڑھنے میں مشغول ہوگئی۔ وہ اسکول میں گرمی کی چھٹیوں کا زمانہ تھا۔ ان کتابو نکو پڑھ کر مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے گھر میں ابن صفی اور ان کے کرداروں کا اتنا چرچا کیوں تھا؟ وہ کتابیں واقعی میں بہت عظیم تھیں ان کے کردار دنیا کے سارے عجوبوں سے الگ اور شاندار تھے۔ جو زندہ جاوید تھے اور ہر زندہ انسان کو اپنی خوبیوں سےمات دے رہے تھے، یقین نہیں آرہا تھا خیالی تخلیق بھی اتنی بلند اتنی عظیم ہوسکتی ہے۔ کوئی ادیب اتنی بلندی پر جاسکتا ہے جہا ں تک پہونچنے کے لئے دوسروں کے قدچھوٹے پڑ جائیں۔

ایک بار میری امی نے بتا یاکہ ابن صفی بہت بمار ہوگئے تھےاور جاسوسی دنیا نکلنا بند ہوگئی۔میر ے ایک ماموں جو ابن صفی اورجاسوسی دنیا کے بہت بڑے مداح تھے۔ اس وقت جاسوسی دنیا کی کوئی خاص کتاب یا خاص نمبر نکلنے والا تھا جوابن صفی کی بماری کی وجہ سے شائع نہیں ہو سکا تھا۔ جس کا ماموں کو بہت انتظار تھا۔ وہ روز جاسوسی دنیا والوں کو ایک خط لکھتے تھے۔ اچانک جوانی میں ان کا انتقال ہوگیا وہ اس کتاب کو نہیں پڑھ سکے۔ جس کا افسوس میرےگھر والوں کو ہمیشہ رہا۔ ابن صفی کی صحت کی سب ہی لوگ دعائیں مانگا کرتے تھے۔ او رسب کو یہ بھی فکر رہتی تھی کہ اگر ابن صفی کو کچھ ہوگیا توان کے کردار بھی ختم ہوجائیں گے جن کی تخلیق میں انہوں نے اپنی پوری زندگی لگا دی تھی۔ اپنے قارئین اور مداحوں کی دعاووں سےابن صفی صحتیاب ہوگئے او رکتابیں پھر سے شائع ہونے لگیں۔ اس کے بعد سے لوگ ہمیشہ یہی کہتے کہ ابن صفی کو چاہئے کہ وہ ایک آخری کتاب ابھی سےلکھ کر رکھ دیں۔کسی کو دکھائیں نہیں او ر نہ کسی کو بتائیں ۔وہ ان کی ایک یادگارکتا ب ہوگی اور پڑھنے والوں کی خواہشیں پوری کرتی ہوئی دکھائی دے گی۔ جس میں سنگ ہی کومار دیا جائے، حمید کی شادی کروادی جائے، قاسم اور اس کی بیوی کی دوستی ہوجائے، فریدی اور غزالہ کی شادی کروادیں۔ عمران کا ایکس ٹو کا راز سب پر ظاہر ہوجائے اور اس کی شادی تھریسیا سے ہوجائے کیوں کہ عمران کے لئے اس کے جیسی صرف تھریسیا ہی تھی۔ سارے کرداروں کی سب کواتنی فکر تھی کہ جیسے وہ اصلی ہو ں۔ تب ہی شائد میں ان کو اصلی کردار سمجھتی تھی۔ اس معاملے میں ہم بچو ں کی رائے بھی مانگی گئی، سب نے کہا۔" جاسوسی دنیا بند نہ ہو ہم کو تو ان کردارو ں کی بہادری پر کتابیں پڑھنا ہیں۔ کیا ایسا نہیں

ہوسکتا ہے ۔ ان کے بیٹے یہ کتابیں لکھیں۔ جیسے باپ کے بعد اس کا بیٹا بادشاہ بن جاتا ہے، بزنس مین کا بیٹا بزنس مین بن جاتا ہے، ڈاکٹر کا بیٹا داکٹر بنتا ہےوکیل کا بیٹا وکیل بنتا ہے ۔ کیوں نہ وہ اپنی قابلیت اپنے بیٹو ں کو دے کر جائیں ان کے بیٹے جاسوسی دنیا او رعمران سیریز جاری رکھیں ان کرداروں کو زندہ رکھیں ۔"میں نے اپنے چاروں طرف یہی دیکھا تھا کہ جو باپ ہوتے تھے ذیادہ تر وہی بیٹا بنتا تھا۔ سب میری بات پر خوب ہنسے تھے او ر سمجھایا تھا ۔" قابلیت بھی کہیں ٹرانسفر ہوتی ہے۔ بیٹا بھی اگر ادیب بنتا ہے تو اس کی قابلیت الگ ہوتی ہے۔ ابن صفی کا انداز دوسرا ہےان کے کرداروں کی عظمت ان کے ساتھ ہے کوئی دوسراوہ خوبی نہیں لاسکتا ہے ۔کتنے لوگوں نے ان کی نقل کرنے کی کوشش کی ۔ان کےکردار ہی نہیں ان کا نام تک چرایا ۔ مگر فائدہ کیا ہوا۔کوئی بھی ان کے مقام، ان کےدرجہ تک نہیں پہونچ سکا۔ سب کی کتابیں فضول کتابیں ہی رہیں۔ حالانکہ انہوں نےکردار وہی رکھے مگر ایک بھی ا بن صفی کے کرداروں کے جیسا مرتبہ نہین پا سکا نہ ان کا جیسا عروج پاسکا ۔ وہ لوگ ابن صفی کی زبان واندازکہا ں سے لاتے جو ان کی جیسی شہرت اور مقبولیت پاتے ۔ ہانیہ ہوسکتا ہے کہ ابن صفی کی اپنی کتابیں ہی بار بار شائع ہوتی رہیں تو آنے والی نسلیں ویسے ہی پڑھیں گی جیسے ہم لوگوں نے پڑھا۔اس سے زبان، ادیب اور کردار زندہ رہیں گے۔"

یہ بات واقعی میں ٹھیک تھی۔میں نے خود ان کتابو ں کو اس وقت پڑھنا شروع کیا تھا جب جاسوسی دنیا اور عمران سیریز شائع ہونابند ہوگئے تھے ۔ میں بھی ابن صفی اور ان کے کرداروں سے اتنی ہی متاثر تھی جتنے وہ لوگ تھےجو شروع سےان کو پڑھ رہے تھے اور ہر مہنے بےچینی سےان کے شائع ہونے کا انتظار کرتے تھے۔ لائبریری اوردوکانوں کےچکّر لگاتے تھے۔ یہ شائد اپنے وقت کی پہلی کتاب تھی جس کو گھر کا ہر فرد الگ الگ خریدتا تھا اور جلد بندھواکر اپنے کلکشن میں رکھتا تھا۔ ابن صفی کا زکر فخر سےکیا جاتاتھا۔ گھر کے لوگ ان کو اپنے گھرا ور فیملی کے بہت قریب پاتے تھے۔ بچے ان کو قریبی عزیز سمجھتے تھے۔ کسی ادیب کو یہ شہرت ، یہ چاہت نہیں ملی۔ سب کے پسندیدہ تو بہت سے ادیب اور شاعر ہوتے ہیں مگر ابن صفی کے چاہنے والوں کی چاہت تو سب سے منفرد تھی۔ ان کےلئے ان کے پڑھنے والوں کا پیارسب سے الگ تھا ۔ ابن صفی جنہوں نے جاسوسی ادب کی ایک پہچان بنائی۔ جاسوسی ادب کو ادب سے روشناس کرایا۔ اتنے پاکیزہ ناول لکھے کہ گھرکے بچے بھی بڑوں کے ساتھ پڑھ سکتے تھے۔محاورے او رزبان پڑھنے والے اتنا دہراتے تھے کہ بچے وہ زبان سیکھ جاتے تھے۔ جاسوسی دنیا کے کتنے چٹکلے زبان زد خاص وعام تھے۔خاص کر ہمارے گھر میں۔ لکھنو کی عورتیں محاوروں میں بہت زیادہ بات کرتی تھیں ہم بچے بھی وہی محاروے سیکھ جاتے تھے۔ہمارے چھوٹے ماموں کے سامنے اگر کوئی محاورہ بولتا تو وہ فورّا کہتے ۔"میں محاوروں سےڈرنے والا نہیں ہوں مجھے بھی محاورے آتے ہیں جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام وغیرہ وغیرہ۔" میں نے ان کا انداز سمجھ کر یہ جملہ اپنے کسی افسانے میں بھی ڈال دیا۔ ابن صفی کی زبان بہت خوبصورت اور شگفتہ ہے۔ ان کی زبان کی سلاست، روزمرہ کی بول چال ،محاروں کا برمحل استعمال اورموزوں الفاظ کا استعمال وغیرہ ان کی تحریر کو حسن و رعنائی سے بھر دیتے ہیں۔ ان کے طنزو مزاح کا بھی کوئی جواب نہیں ۔ان کے کردارو نمیں کرنل فریدی اتنی مضبوط شحصیت اور کردارکے مالک او رہر فن مولا ہیں کہ حقیقت کی دنیا میں ان کا ثانی نہیں مل سکتا ۔ وہ سب ہی کا آئیڈیل کردار ہے۔ نوجوان طبقہ سمجھتا تھا کہ وہ کردار خود ابن صفی کا کردار ہے۔ مجھے عمران

بہت پسند تھاکئی شخصیتیں اپنے اندر چھپائے ہوئے۔ کرنل فریدی کے ٹکر کا ہوتے ہوئے بھی احمق تھا، یہی احمق پن اسکی ہر دل عزیزی کی وجہ بن گیا۔جو اما ں بی کے ہاتھوں سے سر جھکاکر جوتیوں کی مار کھاتا ہے، سلیمان کے ہاتھ کی بنی ہوئی مونگ کی دال سےچڑھتا ہے، جو چھپا ہوا کردار ایکس ٹو ہے، اسی نوکری میں ہوتے ہوئے اس کے والد صاحب بھی اس کی اس پوسٹ کو نہیں جانتے ۔ غزالہ کی ایک الگ شخصیت، قاسم کی ایک الگ شان ۔ کرائم رپورٹرانور اور شیدہ کی نوک جھونک ، انور اور کیپٹن حمید کی جھڑپیں ، فریدی انور کی قابلیت سے متاثر،حمید ہنسنے ہنسانے والا کردارجاسوسی دنیا کی جان، قاسم، اس کی چوہیا اور بغرا خاں ہنسی کا ایک فوارہ لاتے تھے۔ بغرا خاں پر مجھے ایک واقعہ یاد آگیا۔میرے ماموں اور ان کے دوستوں نے کلاس کے کسی لڑکے کا نام بغرا خاں رکھا تھا۔ایک دن اتفاق سے وہ میرے گھر ان سے ملنے آگیا۔ ماموں اس سے ملے جب وہ چلا گیاتو سب سے کہنے لگے۔ " پتہ نہیں یہ بغرا خاں ہمارے گھر کیسے چلا آیا اس سےتو میری دوستی بھی نہیں ہے۔" اتفاق سےوہ لڑکا دوسرے دن پھر آگیا۔ میں نے دروازہ کھولا۔ اس نےمجھ سے پوچھا ۔"تمھارے ماموں گھر پر ہیں۔"میں نے وہیں سے آواز لگائی۔"ماموں ،بغرا خاں صاحب آپ سےملنے آئے ہیں۔" ماموں دوڑتے ہوئے آئے اور بہت شرمندہ ہوئے۔کیونکہ وہ صاحب بھی جاسوسی دنیا کے فین تھے۔ ان کو معلوم ہوگیا کہ پورا کلاس ان کو بغرا خاں کہتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کی مختلف کتابوں میں بہت سے دوسرے زبردست کردار تھے ۔ غزالہ کے والد نواب رشیدالزماں کا کردار، ساحرہ او رپروفیسر کا کردار ، دو متوالوں کا کردار ، دو دوست جو ایک ساتھ اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے تھے، احمقوں کی انجمن بنانے کا نیا اور دلچسپ خیال وغیرہ وغیرہ۔ کردار وں کی ان مثالوں سےظاہر ہے کہ وہ کردارنگاری کے بادشاہ تھے۔ایک ایسے تخلیق کار تھے جن کے تخیل کی بلندی ان کے کرداروں کو ندرت عطا کرتی تھی۔ ابن صفی ایک شاعر اور مصور بھی تھے ان کی یہ خصوصیت ان کی تحریر ونمیں بڑی شان سے جلوہ افروز ہوئی ہے۔ ان کی منظر کشی کبھی کبھی ایک مصور کی بہترین تصویر میں بدل جاتی ہے اور کبھی ایسا لگتا ہے کہ جیسے کسی بت تراش نے ایک حسین مجسمہ تراش دیا ہو یہ ان کی زبان اور بیان کی خوبی اور الفاظ کا جادو ہےجس کا جواب ملنا مشکل ہے ۔ جیسے کسی جاسوسی دنیا میں سحر سا پیدا کرتی ساحرہ کی خوبصورتی اور دوسری طرف پروفیسر کا خبطی پن لگتا نہیں ہےکہ پڑھ رہے ہیں ایسا لگتا ہے کہ جیسے ہم ان کو دیکھ رہے ہیں ۔ ایسے ہی بہت سے کردار ہیں۔ اگر وہ اپنے کردار وں کو ایک ماہرمصور کی طرح سچ مچ کی تصویروں یا بت تراش کی طرح مجسموں میں بدل دیتے تو آج ا ن تصویروں اور مجسموں کی بھی مثال ملنا مشکل ہوتی۔ ان کے فن کا یہ تاثر ان کی تحریر میں بہت خوبصورتی کے ساتھا تر آیا ہے۔ ہپناٹزم کے زیر اثر اس لڑکی کی خوبصورتی کا بیان مجسمہ سازی اور مصوری کی نہ بھولنے والی مثال ہے۔ جاسوسی ناولوں کی سب سے بڑی خوبی ان کا سسپنس ہوتا ہے یہ خوبی بھی ابن صفی کے یہاں درجہ اتم موجود ہے۔ مجھے وہ کتابیں بہت ا چھی لگتی تھیں جن میں آخرتک پتہ ہی نہیں چلتاتھا کہ مجرم کون ہے؟کبھی کبھی ایسےلوگ مجرم نکلتے تھے جن پر زرا بھی شک نہیں ہوتا تھا۔ یہ جاسوسی ادب کی بہت اہم خصوصیت ہے جس پر ابن صفی چھائے ہوئےہیں۔ ایڈونچر ان کے ادب کا خاص جز ہے۔پہلا شعلہ، دوسرا شعلہ، جہنم کا شعلہ میں یہ ایڈونچراپنے عروج پر ہے۔ زمین کے بادل ایڈونچر کے ایک ایسے جہا ن میں لے جاتا ہے کہ زمین پر ہوتے ہوئے بھی ایسا لگتا ہے کہ وہ چاند ستاروں کی ان انجان جہانوں کی سیر کروارہے ہیں جہا ں انسان اس وقت پہونچا نہیں تھا بلکہ

پہونچنے کی جدوجہد میں مشغول تھا مگرابن صفی کا قلم، ان کا تخیل ان سے پہلے ہی ستاروں سے آگے کے خوبصورت جہان ڈھونڈھ لایا تھا۔

پھروقت گزرا تو گزرتا ہی چلا گیا میں نے بہت دن تک ابن صفی اور ان کی کتابوں کا زکر نہیں سنا۔ مجھے بہت افسوس ہوا کہ اتنے عظیم ادیب کو لوگوں نے بھلا دیا۔ ادب کی ہر صنف کی طرح جاسوسی ادب بھی ایک صنف ہے اور جس کے عظیم خالق بلا شبہ ابن صفی تھے ۔میں نے سوچ لیا کہ ابن صفی جو اپنی واحد مثا ل تھے میں ان پر ضرور لکھونگی ۔میں ادب میں ان کا وہ مقام اور عظمت دیکھنا چاہتی تھی جس کے وہ مستحق تھے۔پھر کمپیوٹر کے دور نے ایک بار پھر ابن صفی کی دنیا میں پہونچا دیا۔ ان پر زبردست کام ہوتا ہو ا دکھائی دیا۔ابن صفی او ران کی فیملی کے بارے میں پڑھ کر اور ان کو دیکھ کربہت خوشی ہوئی ۔ ا بھی اس کام کو آگے بہت آگے بڑھتے رہناہے کبھی نہ ختم ہونے کے لئے۔ مجھے وہ دن یاد ہے جب اخبار میں ابن صفی کے انتقال کی خبر شائع ہوئی تھی۔ان کے انتقال کی خبر نے میرے گھر میں بھی صف ماتم بچھادی تھی ۔ہر کوئی رو رہا تھا۔ابن صفی ہماری فیملی کی طرح تھے۔گھر کے خاص ممبرتھے۔ان کے کتنے کردار بھی ان کے ساتھ ختم ہوگئے تھے۔وہ کردار جو حقیقت سےجڑ گئے تھے۔سب کوان سب کا بھی غم تھا۔سب لوگ اگر افسردہ،غمگین،اور درد میں ڈوبے ہوئےتھے تو یہ تعجب کی بات نہیں تھی ایسا تو ہونا ہی چاہئے تھا۔وہ ابن صفی کی پہلی کتاب سےلے کر آخری کتاب تک پڑھے ہوئے تھے۔ ایک بار نہیں دس دس بار۔انہو ں نےابن صفی اور ان کے کرداروں کو بہت چاہا تھا۔ان کے محبوب ادیب کے ساتھ ان کے تخیل کی شخصیتیں بھی ختم ہوگئیں تھیں جن کو انہوں نے بہت پیار سے اپنا رکھا تھا۔اس دن گھر پر کسی نے کھانا نہیں کھایا تھا۔پورا گھر ابن صفی کی وفات کے غم میں ڈوبا ہوا تھا۔ اتنا اعلیٰ مقام،اتنا پیار، اتنی اپنائیت کسی کو نہیں ملی ہوگی یہی ان کی عظمت کے نشان ہیں یہ نشان پیار اور عقیدت بن کر سب کے دل سے لگے ہوئے تھے۔ یہ مضمون ہماری اور ہمارے گھر والوں کی طرف سےابن صفی کوخراج عقیدت ہےان میں سےبہت سے لوگ آج اس دنیا میں نہیں ہیں مگر میرے دل پر اپنی بے پناہ محبت اور عقیدت کے نقوش چھوڑ گئے ہیں جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر نمودار ہوگئے ہیں۔ اور پوری دنیا کو بتارہے ہیں کہ ابن صفی عظمت کے ایسےنشان ہیں جو ہمیشہ ادب کے فلک پر آفتاب اورمہتاب بن کر چمکتے رہیں گے۔